Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 236-255
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

ایصال ثواب، سماع موتی اور تعمیر مساجد عند المزارات پر نقد کا جائزہ

A Critical Review of Objections to Īṣāl al-Thawāb, Samāʿ al-Mawtā, and the Construction of Mosques at Shrines

Dr. Muhammad Akram[1]*, Muhammad Saad[2]

Article History

Received
02-12-2024

Accepted
28-12-2024

Published
30-12-2024

Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
اشاریہ اردو جرائد
ACADEMIA
Google Scholar
EuroPub

Abstract

Critics of Ṣūfism have raised objections to the practices of Īṣāl al-Thawāb, Samāʿ al-Mawtā, and the construction of mosques at shrines. According to Ghulām Aḥmad Parwez, the belief in Īṣāl al-Thawāb is un-Qurʾānic. From his perspective of divine recompense, every individual bears the consequence of his or her own actions, and such outcomes cannot be transferred to another person, whether living or deceased. This study seeks to examine, in the light of the Qurʾān and Sunnah, whether one person can benefit another in the intermediate or the Hereafter life. Parwez's viewpoint will be critically analyzed in the light of the Qurʾān and Sunnah, as well as through the perspectives of the Prophet's teachings, the understanding of the Companions, and the established practice of the Muslim Ummah, in order to determine the juristic and doctrinal status of Īṣāl al-Thawāb. Another significant issue raised by critics is that of Samāʿ al-Mawtā. According to Parwez, the dead do not possess the capacity to hear, whereas the Ṣūfīs affirm this belief. The arguments presented by Parwez regarding Samāʿ al-Mawtā will be examined analytically, followed by a comprehensive evaluation of the issue in the light of the Qurʾān and Sunnah, with the aim of reaching its doctrinal reality.
Among issues related to shrines, a fundamental concern is the construction of mosques near graves. Sayyid Abū al-Aʿlā Mawdūdī regarded the construction of mosques adjacent to the shrines of saints as tantamount to an act of shirk. His arguments will first be analyzed critically, followed by an evaluation of this viewpoint in the light of the Qurʾān and Sunnah. Scholarly opinions of later researchers will also be reviewed to determine the legal status of constructing mosques near graves. After an analytical study of these three issues, the research will conclude by assessing the validity of the criticisms and clarifying the correct position of these matters in the light of the Qurʾān and Sunnah.

Keywords:
Īṣāl al-Thawāb, Samāʿ al-Mawtā, Ṣūfism, Critique of Ṣūfī Practices, Ghulām Aḥmad Parwez, Sayyid Abū al-Aʿlā Mawdūdī, Construction of Mosques at Shrines, Qurʾān and Sunnah, Barzakh and Hereafter, Islamic Jurisprudence.

[1] *Assistant Professor, Government College of Technology, Pindi Bhattian, Hafizabad.*
akramfqchfd@gmail.com * ***Corresponding Author***
[2] *Visiting Lecturer, Government College University Faisalabad, Hafizabad Campus.*

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License
HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development
ROAD Directory of Open Access Scholarly Resources
OPEN ACCESS

ناقدین تصوف نے ایصال ثواب، سماع موتی اور تعمیر مساجد عندالمزارات پہ نقد کیا ہے۔ غلام احمد پرویز کے نزدیک ایصال ثواب کا عقیدہ بھی غیر قرآنی ہے۔ خدا کے مکافات عمل کی رو سے ہر شخص کے عمل کا نتیجہ اس کی ذات پر مرتب ہوتا ہے۔ اسے کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جا سکتا، خواہ زندہ ہو یا مردہ۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا کہ کیا ایک شخص دوسرے شخص کے لیے برزخی واُخروی زندگی میں نفع بخش ہو سکتا ہے یا نہیں۔

موصوف کی اس فکر کا قرآن و سنت کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے گا۔ فکر رسالت مآب ﷺ، فکر صحابہ اور تعامل امت کی روشنی میں ایصال ثواب کی حیثیت کا تعین کیا جائے گا۔ نقد ناقدین میں دوسرا اہم مسئلہ سماع موتی ہے۔ غلام احمد پرویز کے نزدیک مردے سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ غلام احمد پرویز کے سماع موتی پر پیش کردہ دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا اور سماع موتی کے مسئلہ کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا اور پھر سماع موتی کے مسئلہ کی حقیقت تک رسائی حاصل کی جائے گی۔

مزارات سے متعلق امور میں بنیادی مسئلہ تعمیر مساجد عندالقبور رہے، سید ابوالاعلیٰ مودودی نے مزارات اولیاء کے قریب تعمیر مساجد کو ارتکاب شرک کے مترادف قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے ان کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا پھر قرآن و سنت کی روشنی میں اس فکر کا جائزہ لیا جائے گا، پھر محققین کی تحقیقی آراء کا ذکر کیا جائے گا کہ ان کے ہاں تعمیر مساجد عندالقبور کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ان تینوں مسائل کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد تجزیہ میں ذکر کیا جائے گا کہ نقد کی کیا حیثیت ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں مسئلے کی حیثیت کیا ہے۔

ایصال ثواب، سماع موتی اور تعمیر مساجد عندالمزارات پر نقد کا جائزہ

ناقدین تصوف نے ایصال ثواب، سماع موتی اور تعمیر مساجد عندالقبور پر نقد کیا ہے۔ ناقدین کے نقد کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا اور متعلقہ امور کی شرعی حیثیت کی تحقیق کی جائے گی۔ نقدِ ناقدین کا مفسرین امت کے افکار کی روشنی میں تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔ فکر قرآنی، فکر نبوی، فکر اصحاب رسول اور تعامل امت کی روشنی میں ناقدین تصوف کے نقد کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے گا۔ سب سے پہلی چیز ایصال ثواب پر ناقدین کے نقد کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

فکر پرویز اور ایصال ثواب کا عقیدہ

غلام احمد پرویز کے نزدیک ایصال ثواب کا عقیدہ غیر قرآنی ہے۔ وہ اپنی کتاب ''تصوف کی حقیقت'' میں لکھتے ہیں:

> ''ایصال ثواب کا عقیدہ بھی غیر قرآنی ہے، خدا کے قانون مکافات عمل کی رو سے ہر شخص کے عمل کا نتیجہ اس کی ذات پر مرتب ہوتا ہے، اسے کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جا سکتا خواہ زندہ یا مردہ۔ عام مثال میں یوں سمجھیے کہ ایک شخص روزانہ صبح سیر کرتا ہے جس سے اس کی صحت پر نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے۔ اس کا بھائی گھر میں بستر پر لیٹا رہتا ہے، سیر کرنے والا ہزار چاہے کہ اس کی سیر کا جو اثر اس کی صحت پر پڑا ہے اسے کسی طرح اپنے بھائی کی طرف منتقل کر دے تاکہ اس کی صحت اچھی ہو جائے، وہ ایسا کبھی نہیں کر سکے گا۔''1

غلام احمد پرویز کے نزدیک ایصال ثواب کا عقیدہ غیر قرآنی ہے۔ فکر پرویز کے مطابق ایک شخص کے عمل کو کسی دوسرے شخص کی طرف ہر گز منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

مسئلہ تحقیق: عقیدہ ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

غلام احمد پرویز کے اس تصور کو قرآن و سنت کی فکر میں دیکھا جائے گا کہ ایصال ثواب شرعی طریقہ ہے یا غیر شرعی۔

قرآن کریم کی روشنی میں عقیدۂ ایصال ثواب

آیات قرآنی سے عقیدہ ایصال ثواب کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے کہ قرآنی تصور ایصال ثواب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

''والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شیء''2

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان سے ملادیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہیں کریں گے۔

اس آیت کریمہ سے ایک انسان کو دوسرے انسان سے نفع کی خبر ملتی ہے، کسی انسان کے گناہ کو کوئی دوسرا انسان نہیں اُٹھائے گا لیکن ایک عمل سے دو انسانوں کو نفع مل سکتا ہے اور وہ بھی آخرت کی دنیا میں نفع کی بات کی گئی ہے۔

ایصال ثواب میں قرآن کریم کی دوسری آیت سورۃ الحشر میں ہے:

''ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان''3

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔

سورہ ابراہیم میں مغفرت کی بات یوں کی گئی ہے:

''ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب''4

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے مغفرت فرما اور میرے والدین کے لیے اور مؤمنوں کے لیے جس دن حساب ہوگا۔

سورۂ نوح میں ایصال ثواب کی بات حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے ہوئی:

''رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین''5

ترجمہ: اے میرے رب میرے لیے مغفرت فرما اور میرے والدین کے لیے اور جو مؤمن میرے گھر داخل ہوا اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے۔

سورۃ المؤمن میں فرمایا گیا کہ فرشتے ایمان والوں کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں:

''الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ و یستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شیءٍ رحمۃ وعلما فاغفرللذین تابوا وتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم ربنا وادخلھم جنت عدنن التی وعدتھم ومن صلح من ابائھم وازواجھم وذریتھم انک انت العزیز الحکیم''6

ترجمہ: عرش کو اُٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مؤمنوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ہر چیز کا اپنی مغفرت اور اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ تو ان کو بخش دے جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی اتباع کریں اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب تو ان کو ان جنتوں میں داخل کردے جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں۔ بے شک تو بہت غالب، بے حد حکمت والا ہے۔

ان آیات کریم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کم عمل صالح کرنے والی اولاد قیامت والے دن اپنے آباء کے درجے میں جائے گی۔ آباء کی نیکیوں کا ثواب اولاد کو پہنچے گا۔ جو بھائی گزر گئے ان کے لیے دعاء مغفرت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب دعائے مغفرت سے نفع پہنچتا ہے۔ ہم نماز میں اپنے والدین کی اور مؤمنین کی مغفرت کی دعاء مانگتے ہیں جو کہ ہمارے رب نے ہمارے نبی کے ذریعے ہمیں حکم دیا ہے۔ اس کا مطلب اللہ اس دعاء کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کی مغفرت کی دعاء کی جائے۔ نوح علیہ السلام نے اپنے والدین کی اور مؤمنین کی مغفرت کی دعاء کی۔ اس سے مغفرت کی دعاء سنت نبوی بن گئی۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا آپ ﷺ لوگوں کی مغفرت کی دعاء کریں۔ عرش کو اُٹھانے والے فرشتے اللہ تعالیٰ سے مؤمنین کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیات ایصال ثواب پر قطعی دلالت کرتی ہیں۔ آیات قرآنی کے بعد عقیدہ ایصال ثواب کے متعلق تحقیق احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

احادیث نبوی اور ایصال ثواب

بعد از وصال ایصال ثواب پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں منقول ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کو رکھو نہیں، بلکہ جلدی قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سرہانے سورۃ فاتحہ پڑھو اور اس کے پیروں کی جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھو۔''7

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق مردے کو زندہ افراد کی طرف سے ہر وقت دعاؤں کی طلب رہتی ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبر میں مردہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص غرق ہو رہا ہو اور اس کی مدد کی جا رہی ہو۔ وہ اپنے باپ، بھائی اور دوست کی دعاؤں کا منتظر ہوتا ہے جب ان کی دعائیں اسے ملتی ہیں تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں اور مردوں کے لیے زندوں کے تحفے دعاء اور استغفار ہیں۔''8

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں قبرستان میں ایصال ثواب کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورۂ یٰس پڑھی، اللہ تعالیٰ اس قبرستان کے مردوں کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور جتنے مردے ہوں اتنی نیکیاں اس شخص کو عطاء کرتا ہے۔

اُم المومنین کی ایک روایت میں ایک شخص کو صدقہ کی تلقین کی گئی ہے۔ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ان رجلا قال للنبیﷺ ان امی افتلتت نفسها ولم توص اظنها لوتکلمت تصدقت افلهااجر انی تصدقت عنها قال نعم''

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو کیا ان کو اجر ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں والدین کی طرف سے صدقہ کرنے کا حکم کیا گیا ہے:

''عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللهﷺ اذاتصدق احدکم بصدقة تطوعا فیجعلها عن ابویه فیکون لها اجرها ولاینقص من اجره شیئا''

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کو اپنے والدین کی طرف سے کر دے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر سے بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔(10)

بعد از وصال حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو والدہ کے ایصال ثواب کے لیے کنواں کھدوانے کا حکم دیا گیا ہے:

"عن سعد بن عبادة انه قال يارسول الله ان ام سعد ماتت فاى صدقة افضل؟قال الماء فحفر بئرا وقال هذه لام سعد"

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! سعد کی والدہ فوت ہو گئی، پس کس چیز کا صدقہ کرنا سب سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی کا۔ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ (کنواں) سعد کی ماں کے لیے ہے۔11

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک شخص کو والدہ کی طرف سے صدقہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے:

"عن ابی هريرة ان رجلا قال للنبی ان ابی مات وترک مالا ولم يوص فهل يكفرعنه ان تصدقت عنه قال نعم"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا والد فوت ہو گیا اور اس نے مال چھوڑا ہے اور اس نے وصیت بھی نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا یہ (صدقہ) اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔12

مذکورہ مفہوم کی ایک روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

"عن ابن عباسؓ ان رجلا قال يارسول الله!ان امى توفيت افينفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال فان لی مخرفا فاشهدک انی قدتصدقت به عنها"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ صدقہ انہیں نفع دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک باغ ہے آپ گواہ رہیں میں نے یہ باغ ان کی طرف سے صدقہ کر دیا۔13

تین چیزوں کا نفع بعد از وصال کے بارے ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مرقوم ہے:

"عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة صدقة جارية اوعلم ينتفع به اوولد صالح يدعو له"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ ایک وہ صدقہ جس کا نفع جاری رہے۔ دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرے۔14

کسی دوسرے کی طرف سے حج ادا کرنے کے استحقاق کے بارے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت یوں مرقوم ہے:

''حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ شبرمہ کی طرف سے لبیک، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا رشتہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے خود حج کر لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حج تم اپنی طرف سے کرو۔ اس کے بعد شبرمہ کی طرف سے حج کرو۔''15

ایصال ثواب کے بارے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے:

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''16

علامہ قرطبیؒ نے علامہ عبدالعزیز بن عبدالسلامؒ کے فتویٰ انکار ایصال ثواب سے رجوع کو یوں نقل کیا ہے:

''علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ علامہ عبدالعزیز بن عبدالسلامؒ لیس للانسان الا ماسعی کی وجہ سے یہ فتویٰ دیتے تھے کہ مردہ کو زندہ کے عمل کا ثواب نہیں پہنچتا۔ مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور اس کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے اب اس فتویٰ سے رجوع کر لیا ہے کیوں کہ میں نے اللہ عزوجلّ کے کرم سے دیکھا کہ ثواب پہنچتا ہے''17

تجزیہ

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے عیاں ہوا کہ قبر پر سورۃ فاتحہ اور بقرہ کی آخری آیات پڑھنے کا حکم دیا گیا، تاکہ مردے کو نفع ملے۔ ایک روایت میں مردے کو ڈوبنے والے کی مثل قرار دیا گیا تاکہ استغفار کے ذریعے اس کی مدد کی جائے۔ ایک روایت میں قبرستان میں مردوں کے نفع کے لیے سورۃ یٰس پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ایک حدیث میں مرنے کے بعد تین اعمال کے نافع ہونے کو بیان کیا گیا۔ ایک روایت میں مرنے والے کے ورثاء کو ان کی وصیت پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کی طرف سے نماز، حج، صدقہ، خیرات، روزہ اور طواف کعبہ کا حکم دیا گیا۔ غلام احمد پرویز نے عقیدۂ ایصال ثواب پر نقد کرتے ہوئے قرآن کریم اور حدیث مبارکہ سے کوئی دلیل نہیں دی، بلکہ عقلی دلیل نقل کی ہے کہ خدا کے قانون مکافات عمل کی رو سے ہر شخص کے عمل کا نتیجہ اس کی ذات پر مرتب ہوتا ہے۔ اسے کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جا سکتا خواہ زندہ یا مردہ۔ حالانکہ معاشرتی اعتبار سے غور کریں تو باپ کی نیک نامی کی شہرت اولاد کو معاشرے میں عزت عطاء کرتی ہے اور اولاد کی نیک نامی باپ کو عزت عطاء کرتی ہے۔ یوں ہی تصور قرآنی ایصال ثواب کے مطابق نیک باپ گناہ گار اولاد کے لیے نفع بخش اور نیک اولاد گناہ گار باپ کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

نقد سماع موتی

مزارات صوفیہ سے متعلقہ امور میں سے دوسرا اہم مسئلہ سماع موتی ہے۔ غلام احمد پرویز کے نزدیک مردے سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور صوفیا سماع موتی کے قائل ہیں۔ غلام احمد پرویز سماع موتی کے نظریے پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تم خدا سے براہ راست اپنا رشتہ جوڑ بھی نہیں سکتے یہ رشتہ مرشد کی وساطت سے جڑ سکتا ہے۔ مرشدوں کے ساتھ یہ رشتہ ان کی زندگی تک ہی محدود نہیں سمجھا جاتا ہے ان کی وفات کے بعد بھی ان سے بدستور قائم رہتا ہے، اس لیے کہ اولیاء اللہ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی اسی طرح حاضر و ناظر رہتے ہیں جس طرح وہ زندگی میں سب کی سنتے ہیں سب کچھ دیکھتے ہیں، مانگنے والوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں''18

مذکورہ عبارت میں غلام احمد پرویز نے صوفیا کے نظریہ سماع موتی کو نقل کیا ہے۔ غلام احمد پرویز سماع موتی کے بارے صوفیا کے نظریے پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ آیت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ یہاں کفار کے بتوں کا یا ان کے دیگر معبودان باطلہ کا ذکر نہیں۔ ذکر خدا کے ان نیک بندوں کا ہے جنہیں لوگ ان کی وفات کے بعد اپنی مرادوں کے لیے پکارتے ہیں ان کا ان عقیدت مندوں کے اس قسم کے عقائد اور حرکات سے بری الذمہ ہونے کا اظہار، ان کے خدا کے مخلص بندے ہونے کی شہادت ہے۔ ان کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ وہ اپنے پکارنے والوں کی پکار کو سن ہی نہیں سکتے۔"19

غلام احمد پرویز عدم سماع موتی پر قرآن کریم کی سورۃ الاحقاف سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ قبر والے پکارنے والے کی پکار کو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ فکر غلام احمد پرویز کے نزدیک تصور قرآنی کے مطابق قبر والے مر چکے ہیں اور وہ سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے، موصوف عدم سماع موتی کے قائل ہیں اور وہ قرآنی آیات سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ سماع موتی کے بارے قرآن و سنت سے تحقیقی مطالعہ کیا جائے گا اور غلام احمد پرویز کے دلائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا اور دیگر مفسرین امت کے افکار کے ساتھ موصوف کی فکر کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔

عدم سماع موتی کے دلائل

عدم سماع موتی کے لیے ناقدین کے دلائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

"واذا حشر الناس کا نوالھم اعداءً وکانوابعبادتھم کفرین"20

ترجمہ: اور جب لوگوں کو (میدان حشر) میں جمع کیا جائے گا تو (ان کے خود ساختہ معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

"ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعآئھم غفلون"21

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو گا جو ان کو پکارے جو قیامت تک ان کی فریاد نہ سن سکیں اور وہ ان (کافروں) کی پکار سے بے خبر ہیں۔

سورۂ نمل اور سورۂ فاطر میں سماع موتی کے بارے یوں رقم ہے:

"انک لاتسمع الموتی"22

ترجمہ: بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے۔

"ومآانت بمسمع من فی القبور"23

ترجمہ: اور آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں۔

عدم سماع موتی کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ

زیر نظر عنوان میں غلام احمد پرویز کے عدم سماع موتی کے دلائل کا دیگر مفسرین امت کے افکار کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ دلائل کی حقیقت عیاں ہوں۔ سورۃ الاحقاف اور سورۂ فاطر کی آیات کے مفہوم کا تحقیقی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

"واذاحشرالناس کانوا لھم اعداءً وکانوابعبادتھم کفرین"24

ترجمہ: اور جب لوگوں کو (میران حشر) میں جمع کیا جائے گا تو (ان کے خود ساختہ معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

''ومن اضل ممن یدعوامن دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعآئھم غفلون''
25

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو ان کو پکارے جو قیامت تک ان کی فریاد نہ سن سکیں اور وہ ان (کافروں) کی پکار سے بے خبر ہیں۔

یہ دونوں آیات جو فکر پرویز میں دلائل کی حیثیت رکھتے ہیں، موصوف کے دلائل کا مفسرین امت کی تحقیقی آراء کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا تاکہ فکر قرآن کی روشنی میں حقیقت عیاں ہو۔ دونوں آیات مقدسہ کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں یوں منقول ہے:

''اور اس کافر سے زیادہ کون حق وہدایت سے گمراہ ہوگا جو ایسے معبودوں کو پوجے کہ جو اس کی پکار تک نہ سنیں اور ان بتوں کو تو ان پجاریوں کے پکارنے تک کی بھی خبر نہیں اور قیامت کے دن یہ بت اپنے پجاریوں کے دشمن بلکہ ان کی عبادت ہی کے منکر ہو جائیں گے۔''26

ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

''پھر فرماتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی راہ گم کردہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو پکارے اور ان سے حاجتیں طلب کرے جن حاجتوں کے برلانے کی ان میں طاقت ہی نہیں بلکہ وہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے قیامت تک یہ پکارتے ہیں لیکن وہ غافل ہی ہیں، نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ محض بے خبر ہیں نہ کسی چیز کو لے دے سکتے ہیں، اس لیے کہ وہ تو پتھر ہیں۔ جمادات میں سے ہیں۔ قیامت کے دن جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو یہ معبودان باطلہ اپنے عابدوں کے دشمن بن جائیں گے اور اس بات سے کہ لوگ ان کی پوجا کرتے تھے صاف انکار کر جائیں گے۔''27

''ان تدعوھم لایسمعوادعآءکم ولوسمعوامااستجابوالکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولاینبئک مثل خبیر''28

ترجمہ: اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سن سکیں گے اور اگر بالفرض سن لیں تو وہ تمہاری حاجت روائی نہ کر سکیں گے، بلکہ وہ تمہارے (خود ساختہ معبود) قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اے مخاطب) تم کو اللہ خبیر کی طرح کوئی خبر نہ دے سکے گا۔

مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں:

''اگر تم ان کو پکارو تو اول وہ تمہاری سنیں گے (نہیں) کیوں کہ وہ بہرے ہیں اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو کیوں کہ انہیں تم سے دشمنی ہے اس لیے وہ تمہارا کہنا نہیں مانیں گے اور قیامت کے روز تو وہ بت تمہارے شرک اور تمہاری عبادت کرنے کے خود مخالف ہو جائیں گے اور تمہیں ان کے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں بتائے گا۔''29

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کے بارے یوں لکھتے ہیں:

''جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری آواز سنتے ہی نہیں۔ تمہارے یہ بت وغیرہ بے جان چیز کان والے نہیں جو سن سکیں، بے جان چیزیں بھی کہیں کسی کی سن سکتی ہیں اور بالفرض تمہاری پکار سن بھی لیں تو یوں کہ ان کے قبضے میں کوئی چیز نہیں اس لیے وہ تمہاری حاجت پوری نہیں کر سکتے۔ قیامت کے دن تمہارے اس شرک سے وہ انکاری ہو جائیں گے تم سے بے زار نظر آئیں گے''30

مفسرین کرام کی تحقیقی آراء سے عیاں ہوا کہ آیت مذکورہ میں فوت شدگان اولیاء کرام ہرگز مراد نہیں، بلکہ ان سے مراد وہ بت ہیں جن کی کافر لوگ پوجا کیا کرتے تھے اور جن حالات میں آیات مقدسہ کا نزول ہوا وہاں لوگ کسی صاحب مزار کے سامنے سربسجود نہ تھے، لہٰذا ان سے مراد بت ہیں اور ان کی عبادت کی مذمت کی گئی ہے۔ مفسرین کی تحقیقی آراء سے عیاں ہوا کہ آیت مذکورہ میں ان لوگوں کو گمراہ کہا گیا ہے جو بتوں کو پکارتے اور پوجتے تھے اور وہ بت قیامت تک ان کی پکار کو سن نہیں سکتے اور احادیث مبارکہ سماع موتی پر دلالت کرتی ہیں۔

عدم سماع موتی کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ

اس آیت سے ناقدین استدلال کرتے ہیں کہ مردوں کو سنایا نہیں جاسکتا۔ان آیات کے مفہوم کو حضرات مفسرین و محدثین کے نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ان آیات کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے القرطبی المالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ نے جن آیتوں سے استدلال کیا ہے ان سے مراد کفار ہیں، گویا کہ وہ اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور ان آیتوں میں سنانے سے مراد ان کا نبی ﷺ کے ارشاد کو سمجھنا اور آپ ﷺ کے پیغام کو قبول کرنا ہے جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولوعلم الله فيهم خيراً لاسمعهم ولواسمعهم لتولواوهم معرضون (31)''اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں (آپ کی بات) ضرور سنا دیتا اور اگر اللہ سنا بھی دیتا تب بھی وہ اعراض کرتے ہوئے ضرور پیٹھ پھیرتے۔اور یہ اس طرح ہے جیسے ان کے حواس خمسہ سلامت ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو بہرا گونگا اور اندھا فرمایا کیوں کہ سننے، بولنے اور دیکھنے کی جو غرض و غایت اور اس کے تقاضے ہیں وہ ان کو پورے نہیں کرتے تھے اور ان آیتوں کا معنٰی یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کو اپنا پیغام نہیں سناتے جو اس پیغام کو غور و تدبر سے سنتے ہیں اور وہ اسی پیغام کو قبول کرتے ہیں۔''32

آیت مذکورہ کی تفسیر میں محمد بن احمد مالکی رحمہ اللہ احادیث کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ نے مردوں کے سننے کا انکار کیا ہے اور انک لاتسمع الموتی(33)اور ومانت بمسمع من فى القبور (34) سے استدلال کیا ہے اور ان آیتوں اور اس حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ مردے کسی وقت اور کسی حال میں نہ سنیں اور دوسرے وقت اور دوسرے حال میں سن لیں۔ کیوں کہ عام کی تخصیص کرنا جائز ہے خصوصاً جب مخصص پایا جائے اور یہاں پر مخصص ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ مردے کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے(35)اور جب فرشتے قبر میں آکر مردے سے سوال کرتے ہیں اور وہ ان کو جواب دیتا ہے تو اس کا کسی نے انکار نہیں کیا اور امام عبدالبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی اپنے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو وہ اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔(الاستذکار)''36

''ومانت بسمع من فى القبور37

ترجمہ: اور آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں یعنی جس طرح قبر والے کسی بات کو سن کر اس سے نفع نہیں اُٹھاتے اور اس کو قبول نہیں کرتے''

الروضۃ الانف میں اس آیت مقدمہ کی توجیہ یوں بیان کی گئی ہے:

''حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے ماانت بمسمع من فی القبور آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں اور یہ آیت اس آیت کی مثل ہے افانت تسمع الصم او تھدی العمی تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے اور اندھوں کو ہدایت دیں گے یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے اور وہی توفیق دیتا ہے اور وہی دلوں کے کانوں تک نصیحت پہنچاتا ہے نہ کہ آپ۔ مردوں اور بہروں کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے کفار کو مردہ اور بہرہ فرمایا، پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سناتا ہے جب وہ چاہتا ہے اور حقیقت میں نہ اس کا نبی سن سکتا ہے نہ کوئی اور۔ پس اس آیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا دو وجوہ سے کوئی تعلق نہ رہا۔ اول یہ کہ یہ آیت کفار کو اہل ایمان کی دعوت دینے کے سلسلہ میں نازل ہوئی اور ثانی یہ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے اس چیز کی نفی کی ہے کہ حقیقت میں وہ سنانے والے نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سنانے والا ہے اور اللہ نے صحیح فرمایا ہے وہی جب چاہتا ہے ان کو سناتا ہے اور وہ جو چاہے کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''38

احادیث اور سماع موتی

زیر نظر عنوان میں صحاح ستہ اور دیگر مستند کتب کا سماع موتی کے حوالے سے تحقیقی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں سماع موتی کے بارے یوں مرقوم ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے مطابق صاحب قبر زائرین کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔

''حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندہ کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تم اس شخص محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتے تھے جو شخص یہ کہے گا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اس سے کہا جائے گا دیکھ تمہارا ٹھکانا دوزخ میں تھا۔ اللہ نے تمہارے اس ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے میں بدل دیا۔''39

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت کے مطابق صاحب قبر زائر کو پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ ''شعب الایمان''میں سماع موتی کے بارے یوں منقول ہے:

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ پھر اس کو سلام کرلے۔ تو وہ اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب وہ ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے''40

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولین سے ہم کلامی کی۔ ''صحیح مسلم''میں سماع موتی کے بارے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا گیا ہے:

''حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بدر کو تین دن تک چھوڑے رکھا۔ پھر آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور ان پر کھڑے ہو کر ان کو ندا کی اور فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا نہیں پالیا، کیونکہ میں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پالیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سن کر کہا: یارسول اللہ! یہ کیسے سنیں گے اور کس طرح جواب دیں گے، حالانکہ یہ مردہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے

والے نہیں ہو، لیکن یہ جواب دینے پر قادر نہیں ہیں پھر آپ ﷺ کے حکم سے ان کو گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔"41

سماع موتی کے بارے "الجامع لاحکام القرآن" میں مالکی قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ موت عدم محض اور فنا صرف نہیں ہے، بلکہ موت روح کے بدن سے منقطع ہونے اور اس کی بدن سے مفارقت کا نام ہے اور وہ ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک دار سے دوسرے دار میں منتقل ہونا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ مردہ اپنے اصحاب کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔"42

بدر کے مقتولین کے سماع موتی کے بارے "المفہم" میں احمد بن عمر رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

"چوں کہ عادتاً مردوں سے کلام نہیں کیا جاتا تھا اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مردوں سے کلام کرنے کو بعید جانا اور نبی ﷺ نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ زندوں کی طرح آپ کے کلام کو سن رہے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے سننے کی یہ صفت دائمی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ صفت بعض اوقات میں ہو۔"43

"اکمال اکمال العلم" میں سماع موتی کے بارے علامہ السنوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اگر علامہ ابی کی روح سے مراد حیات ہے تو پھر تو واضح ہے کہ بغیر حیات کے جسم کے سننے کا دعویٰ کرنا بداہت کے خلاف ہے اور اگر روح سے وہ متعارف معنیٰ مراد ہے جس کا جسم میں حلول ہوتا ہے اور جس کے نکلنے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اور جسم میں اس کے حلول کی وجہ سے جسم عادتاً زندہ ہوتا ہے تو پھر یہ لازم نہیں ہے کہ اگر روح کو جسم میں نہ لوٹایا جائے تو جسم نہ سن سکے کیوں یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم میں روح کو لوٹائے بغیر اس میں حیات پیدا کر دے اور سماعت کا ادراک پیدا کر دے۔"44

بدر کے مقتولین کے سماع موتی کے بارے یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں:

"علامہ مازری نے کہا: اس حدیث میں بعض لوگوں نے سماع موتی پر استدلال کیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کیوں کہ اس حدیث سے عام حکم ثابت نہیں ہوتا، یہ صرف مقتولین بدر کے ساتھ خاص ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: جن احادیث سے عذاب قبر اور قبر میں سوالات اور جوابات ثابت ہیں اور ان سے سماع ثابت ہوتا ہے اور ان کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، اسی طرح اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہے۔ دونوں کا ایک محمل ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا ہو یا ان کے جسم کے کسی ایک عضو میں حیات پیدا کر دی ہو اور جس وقت اللہ ان میں سماعت پیدا کرنا چاہے وہ سن لیتے ہیں، یہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کا کلام ہے اور یہی مختار ہے اور جن احادیث میں اصحاب قبور کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے ان کا بھی یہی تقاضا ہے۔"45

سماع موتی کے بارے انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ "فیض الباری" میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ قبر والوں کو ایسا پیغام نہیں سناتے جس پر ان کا قبول کرنا مترتب ہو یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ان قبر والوں کو ہمارے اس جہاں میں سناتے اور ان قبر والوں کا سننا عالم برزخ میں ہے اور وہ ہمارے جہان کے اعتبار سے معدوم ہے اور یا یہ

آیت اس طرح ہے جس طرح فرمایا ہے وہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ یعنی ان کو سننے کے باوجود بہرہ فرمایا۔ اسی طرح فرمایا کہ آپ ان بہروں کو نہیں سناتے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا: وہ آپ کے پیغام کو کان لگا کر نہیں سنتے اس کو قبول نہیں کرتے اور اس سے ہدایت حاصل نہیں کرتے۔ اس لیے فرمایا آپ ان کو نہیں سناتے، گویا اس آیت میں کفار کو قبر والوں سے تشبیہ دی ہے۔''46

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نوجوان صاحب قبر سے ہم کلامی کی۔ ''کنز العمال''میں سماع موتی کے متعلق ایک روایت یوں درج ہے:

''حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان نے عبادت اور مسجد کو لازم کر لیا تھا۔ ایک عورت اس پر عاشق ہو گئی وہ اس کے پاس خلوت میں آئی اور اس سے باتیں کیں۔ اس کے دل میں بھی اس کے متعلق خیال آیا۔ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ اس کا چچا آیا اور اس کو اٹھا کر لے گیا۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے کہا اے چچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں ان سے میرا اسلام کہیں اور پوچھیں کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کی کیا جزا ہے؟ اس کا چچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اس نوجوان نے پھر چیخ ماری اور جاں بحق ہو گیا۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: تمہارے لیے دو جنتیں ہیں تمہارے لیے دو جنتیں ہیں۔''47

''تاریخ دمشق الکبیر''میں اس نوجوان کے قبر کے مکالمے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

(نوجوان کو دفن کر دیا گیا) صبح ہوئی تو اس بات کی خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی، صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے والد کے پاس تعزیت کے لیے آئے اور فرمایا: تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی۔ اس کے باپ نے کہا: رات کا وقت تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں اس کی قبر کی طرف لے چلو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب اس کی قبر پر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نوجوان جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا: اے عمر مجھے میرے رب عزوجلّ نے جنت میں دو بار دو جنتیں عطاء فرمائی ہیں۔''48

نوٹ: اس روایت کو تفسیر ابن کثیر، شرح الصدور، شعب الایمان، روح المعانی اور الدر المنثور میں نقل کیا گیا ہے۔

''شعب الایمان''میں سماع موتی کے بارے ایک روایت نقل کی گئی ہے:

''نیشاپور کے قاضی ابو ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا۔ قاضی کے پوچھنے پر بتایا کہ میں کفن چور تھا اور قبروں سے کفن چراتا تھا۔ ایک عورت فوت ہو گئی میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تاکہ میں اس کی قبر کو دیکھ لوں۔ رات کو میں نے قبر کھودی اور اس کا کفن اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس عورت نے کہا: سبحان اللہ ایک جنتی مرد جنتی عورت کا کفن اتار رہا ہے۔ پھر اس عورت نے کہا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ تم نے میری نماز جنازہ پڑھی تھی اور اللہ تعالی نے ان تمام لوگوں کو بخش دیا جنہوں نے میری نماز جنازہ پڑھی تھی۔''49

تجزیہ

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے عیاں ہوا کہ صاحب قبر حاضرین کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ بیہقی کی روایت واضح کرتی ہے کہ صاحب قبر آنے والوں کے سلام کو سنتااوران کو پہچانتا ہے۔ مسلم کی روایت سے ثابت ہوا کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے کفار کے مردوں سے ہم کلامی کی۔ کنزالعمال میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مردے سے ہم کلامی کے متعلق مرقوم ہے۔

مزارات پر تعمیر مساجد پر نقد

مزارات صوفیہ سے متعلقہ امور پر ناقدین کے نقد میں سے بنیادی مسئلہ تعمیر مساجد عندالقبور بھی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے صوفیہ کے مزارات کے قرب وجوار میں تعمیر مساجد کو ممنوع قرار دیا ہے اور اسے ارتکاب شرک قرار دیا ہے، یوں مزارات اولیاء پر تعمیر مساجد پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بالکل اُلٹا مفہوم لیا ہے وہ اسے دلیل ٹھہرا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو نشانی ان ظالموں کو بعث بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لیے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لیے ایک خداداد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ چلو کچھ اور ولی پوجا پاٹ کے لیے ہاتھ آ گئے۔ پھر آخر اس آیت سے قبور صالحین پر مسجدیں بنانے کے لیے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے“50

سید مودودی اصحاب کہف کی غار پر تعمیر مسجد پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کی ان تصریحات کی موجودگی میں کون خدا ترس آدمی یہ جرات کر سکتا ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایۃً ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لیے دلیل وحجت ٹھہرائے۔“51

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک مزارات اولیاء کے قریب تعمیر مسجد ارتکاب شرک کے مترادف ہے۔ سب سے پہلے ان کے دلائل کا ذکر کیا جاتا ہے پھر ان دلائل کا تجزیہ کر کے حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ سورہ کہف کی مذکورہ آیت کا قرآن وسنت اور مفسرین کی تحقیقی آراء کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے گا کہ مزارات اولیاء پر تعمیر مساجد جائز ہے یا ارتکاب شرک ہے۔

تحقیق مسئلہ: کیا مزارات اولیاء کے قریب تعمیر مساجد شرک ہیں

قرآن وسنت کی روشنی میں مذکورہ مسئلے کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور مفسرین امت اور احادیث مبارکہ سے مطالعہ کیا جائے گا اور موصوف کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔

دلیل عدم تعمیر مساجد عندالقبور

قرآن کریم کی سورہ کہف کی آیت نمبر 21 سے سید ابواعلیٰ مودودی نے استدلال کیا ہے۔ وہ آیت حسب ذیل ہے:

”اذیتنازعون بینھم امرھم فقالواابنواعلیھم بنیانا ربھم اعلم بھم قال الذین غلبواعلی امرھم لنتخذن علیھم مسجداً“52

ترجمہ: جب لوگ ان کے معاملہ میں بحث کرنے لگے تو انہوں نے کہا: ان کے غار کے قریب عمارت بنادو۔ ان کا رب بھی ان کے حالات کو زیادہ جاننے والا ہے جو لوگ ان کے معاملات پر زیادہ حاوی تھے انہوں نے کہا: ہم ضرور بہ ضرور ان کے قریب مسجد بنائیں گے۔

مفسرین امت کی آراء کے تناظر میں مزارات پر تعمیر مساجد کا جائزہ

مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر محمود بن عمر زمخشری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مسلمانوں میں سے جو اصحاب کہف کے معاملات میں غالب دخل رکھتے تھے انہوں نے کہا ہم غار کے دروازہ پر مسجد بنائیں گے تاکہ مسلمان اس مسجد میں نماز پڑھیں اور اس جگہ سے برکت حاصل کریں'' 53

قاضی احمد بن محمد خفاجی رحمہ اللہ آیت مذکورہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

''غار کے دروازہ پر مسلمانوں کا مسجد بنانا، اس پر دلالت کرتا ہے کہ صالحین کی قبروں کے پاس مسجد بنانا جائز ہے جیسا کہ کشاف میں اس طرف اشارہ ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے'' 54

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن محمود نسفی رحمہ اللہ آیت مذکورہ کی تفسیر لکھتے ہیں:

''مسلمان اور ان کا بادشاہ جو اصحاب کہف کے معاملہ پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم غار کے منہ پر مسجد بنائیں گے اور اس جگہ سے برکت حاصل کریں گے'' 55

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ ''جامع البیان'' میں مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ اصحاب کہف کے غار پر مطلع ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اندرون غار کی جگہ سے اندھا کر دیا تھا۔ مشرکین نے کہا ہم اس جگہ ایک عمارت بنائیں گے وہ ہمارے آباؤ اجداد کے بیٹے ہیں۔ ہم اس عمارت میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا: بلکہ ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، وہ ہم میں سے ہیں۔ ہم اس جگہ پر ایک مسجد بنائیں گے اس میں نماز پڑھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔'' 56

مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابن قتیبہ نے کہا مفسرین نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد بنائی تھی وہ بادشاہ اور اس کے مؤمن اصحاب تھے۔'' 57

آیت مذکورہ کی تفسیر ابوالحیان اندلسی رحمہ اللہ نے یوں بیان کی ہے:

''جس نے اس غار پر عمارت بنانے کی دعوت دی تھی وہ ایک کافر عورت تھی اس کا ارادہ تھا کہ وہاں ایک گرجا بنایا جائے یا کفریہ کاموں کے لیے عمارت بنائی جائے تو مسلمانوں نے اس کو منع کیا اور وہاں ایک مسجد بنادی۔'' 58

تعمیر مساجد عند القبور کے متعلق سید محمود آلوسی رحمہ اللہ ''روح المعانی'' میں لکھتے ہیں:

''تمہارے لیے حق کی معرفت میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی اتباع کرنا کافی ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے ساتھ کیا کیوں کہ وہ روئے زمین کی سب سے افضل قبر ہے، بلکہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔ آپ ﷺ کے اصحاب آپ کی قبر کی زیارت کرتے تھے اور اس پر سلام پڑھتے تھے۔ سو تم اصحاب رسول کے افعال کی اتباع کرو۔'' 59

تعمیر مساجد عند القبور کے بارے القرطبی رحمہ اللہ ''التمہید'' میں مذکورہ احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت ہے جو کہ تمام روئے زمین کو آپ کے لیے مسجد بنادیا گیا ہے اور تمام روئے زمین میں وہ جگہ بھی داخل ہے جو صالحین کے قرب وجوار میں ہے۔ لہٰذا اس جگہ مسجد بنانا بھی جائز ہے اور وہاں نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جن احادیث میں صالحین کے قرب میں مسجد بنانے کی ممانعت ہے ان سے یہ حدیث منسوخ ہو جائے گی تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے فضائل میں ہے اور فضائل منسوخ نہیں ہوتے اور نہ فضائل میں تخصیص ہوتی ہے اور نہ فضائل میں استثناء ہوتا ہے، نسخ صرف امر و نہی میں جاری ہوتا ہے اور جب ان احادیث میں تعارض ہے تو واضح ہو گیا کہ جس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد بنادیا گیا ہے وہ حدیث ان احادیث کے لیے ناسخ ہے جن میں صالحین کے پاس مسجد بنانے کی ممانعت ہے۔''60

قاضی ثناءاللہ رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں متعلقہ آیت کی تفسیر یوں لکھتے ہیں:

''یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اولیاء کے مقابر کے پاس مسجد بنانا جائز ہے تاکہ ان سے برکت حاصل کی جائے۔ ان احادیث میں قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے ان کا محمل یہ ہے کہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے''61

اسی آیت مذکورہ سے استدلال کرتے ہوئے مفسرین نے مزارات پر گنبد بنانے کو جائز قرار دیا ہے۔ اکثر علماء، مفسرین اور محدثین کے نزدیک اس آیت کی روشنی میں اولیاءاللہ کے مزارات پر ان کی یادگار کو قائم کرنا جائز ہے، علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ ہمیں لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا چاہیے''62

ملا علی قاری رحمہ اللہ مذکورہ آیت مقدسہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب قبر پر کسی فائدہ کی وجہ سے خیمہ لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے اور سلف صالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے، تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں۔''63

آیت مذکورہ کی تفسیر مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اس واقعہ سے اتنا معلوم ہوا کہ اولیاء صلحاء کی قبور کے پاس نماز کے لیے مسجد بنادینا کوئی گناہ نہیں اور جس حدیث میں قبور انبیاء کو مسجد بنانے والوں پر لعنت کے الفاظ آئے ہیں، اس سے مراد خود قبور کو مسجد گاہ بنادینا ہے، جو بالاتفاق شرک و حرام ہے''64

تجزیہ

ان کثیر مفسرین امت کے حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوئی کہ مزارات کے قریب تعمیر مسجد حرام نہیں، بلکہ عبادت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ابتداء اسلام سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں، اس لیے امت کے اجماعی عمل سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے اور احادیث میں جو قبر کے اوپر عمارت بنانے کی ممانعت آئی ہے وہ بلا ضرورت تعمیر پر محمول ہے۔

آپ ﷺ کی قبر مبارک حضرت عائشہؓ کے حجرے میں بنائی گئی۔ اس قبر کے جوار میں مسجد نبوی ہے جہاں ہر دور میں مسلمان نماز پڑھتے رہے۔ یوں ہی حرم میں انبیاء علیہم السلام کی قبور واقع ہیں اور مسجد حرام کا ثواب بھی سب سے زیادہ ہے۔ یوں ہی مسجد اقصیٰ کے ارد گرد انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ گویا تینوں فضیلت والی مساجد انبیاء علیہم السلام کی قبروں سے گھری ہوئی ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے کہ عیسائی پادری اور رومی حکمرانوں نے مسجد بنائی تھی اور یہ ان کا گمراہانہ فعل تھا۔ حالانکہ عیسائی پادری تو غار کے اوپر اصحاب کہف کی یادگار قائم کرنے کے لیے ایک عمارت بنانا چاہتے تھے، جبکہ مسلمان وہاں مسجد بنانا چاہتے تھے، مسلمانوں کی رائے غالب رہی۔

دلائل سید مودودی

قرآنی آیت مقدسہ کے تحقیقی جائزہ کے بعد سید مودودی کے عدم تعمیر مساجد عند القبور پر احادیث کے دلائل کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔ سید ابو اعلیٰ مودودی نے اپنے مؤقف کے حق میں چار احادیث کو نقل کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

لعن الله تعالی زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج

ترجمہ: اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

الا وان من کان قبلکم کانوایتخذون قبورانبیاءهم مساجدا فانی انهکم عن ذلک

ترجمہ: خبردار رہو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیتے تھے میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

لعن الله تعالیٰ الیهود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءهم مساجدا (احمد، بخاری، مسلم نسائی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔

اولئک اذاکان فیهم الرجل الصالح فمات بنواعلیٰ قبره مسجداوصوروا فیه تلک الصور اولئک شرارالخلق عند الله یوم القیمة (احمد، بخاری، مسلم، نسائی)

ترجمہ: ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی مرد صالح ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ یہ قیامت کے روز بدترین مخلوقات ہوں گے۔" 65

خلاصہ دلائل ابوالاعلیٰ مودودی

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تعمیر مساجد عند القبور کی ممانعت پر چار احادیث نقل کی ہیں۔ ان چار احادیث میں ایک ہی بنیادی مسئلہ مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنادیا تھا۔ موصوف کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں پر مساجد کو تعمیر کیا۔ موصوف کے نقد کا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ کیا جائے گا۔ تعمیر مساجد عند القبور کی شرعی حیثیت کیا ہے اور یہود و نصاریٰ پر لعنت کے سبب کا جائزہ لیا جائے گا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس بات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا کہ یہود پر رسول اللہ ﷺ کی لعنت بھیجنے کا سبب کیا تھا اور ممانعت کی وجوہ کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے گا۔

مزارات کے قریب تعمیر مساجد کی ممانعت کی وجوہ

مزارات کے قریب تعمیر مساجد کی ممانعت کا سبب ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور دوسری وجہ یہود و نصاریٰ کی طرح قبروں کی تعظیم ہے۔ ممانعت کی وجوہ کو قاضی عیاض بن موسی اندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ائمہ مسلمین نے نبی ﷺ کی قبر کی جگہ کو قبلہ بنانے سے منع کیا ہے کیوں کہ جب نماز میں نمازیوں کا منہ آپ ﷺ کی طرف ہو گا تو وہ نماز صورۃً آپ کی عبادت ہو جائے گی۔اس وجہ سے صحابہ نے قبر مبارک کی بائیں جانب ایک دیوار بنا دی حتی کہ اب جو شخص وہاں نماز پڑھے گا اس کے لیے نماز میں آپ ﷺ کی طرف منہ کرنا ممکن نہیں ہو گا''66

یہود و نصاریٰ پر لعنت کا سبب قبر پرستی اور عبادت گاہ بنانا ہے۔ محققین و محدثین نے اس ممانعت کے اسباب کو یوں بیان کیا ہے۔ ممانعت کے سبب کو بیان کرتے ہوئے علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کو یہ خطرہ تھا کہ مسلمان آپ ﷺ کی قبر کی اس طرح تعظیم کریں گے جس طرح یہود اور نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کی تعظیم کی تھی۔اس لیے آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ اور ان کے کاموں پر لعنت کی تاکہ مسلمان آپ کی قبر انور کے ساتھ ان کی طرح کا معاملہ نہ کریں۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی تعظیم کے لیے ان کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی قبروں کو قبلہ بناتے تھے اور نماز میں ان کی قبروں کی طرف منہ کرتے تھے اور انہوں نے ان کی قبروں کو بت بنا لیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس کام سے منع کیا''67

تعمیرات مساجد عند القبور محدثین کی آراء کی روشنی میں

علامہ دشتانی ابی مالکی رحمہ اللہ ممانعت تعمیر مساجد عند المزارات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔انہوں نے ان قبروں کو بت بنا لیا تھا اس لیے مسلمانوں کو قبروں کے پاس اس طرح کے کاموں سے منع فرمایا۔ لیکن جس نے کسی مرد صالح کے قریب مسجد بنائی یا کسی مقبرہ میں نماز پڑھی تاکہ اس مرد صالح کے آثار سے تبرک حاصل کرے اور اس جگہ اس کی دعاء قبول ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ مسجد حرام میں حطیم کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے اس کے باوجود نماز پڑھنے کے لیے وہ جگہ روئے زمین میں سب سے افضل ہے''68

ممانعت ادائے صلوۃ کے سبب کو بیان کرتے ہوئے علامہ شرف الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مقبرہ میں نماز پڑھنے کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے، خواہ وہاں کی مٹی بھی پاک ہو اور جگہ بھی پاک ہو۔ان کا استدلال اس حدیث سے ہے اور بعض علماء نے کہا: مقبرہ میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ غالب حال یہ ہے کہ قبرستان کی زمین مردوں کے جسموں اور ان کی آلائش اور پیپ وغیرہ سے مخلوط اور ملوث ہوتی ہے اور یہ ممانعت اس جگہ کی نجاست کی وجہ سے ہے۔ اگر جگہ پاک ہو تو پھر وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے''69

تعمیر مساجد عند القبور کے دلائل کو محدثین کی آراء کی روشنی میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ مزارات پر تعمیر مساجد کے جواز میں حرم میں 70 نبیوں کی قبروں سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کی صورت حطیم میں میزاب کے نیچے ہے اور حطیم میں اور حجر اسود اور میزاب کے درمیان ستر نبیوں کی قبریں ہیں''70

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دیا ہے۔ لہٰذا کسی جگہ بھی نماز ادا ہو سکتی ہے اور مسجد تعمیر ہو سکتی ہے۔

''حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا ہے اور تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور آلۂ طہارت بنا دیا گیا ہے، پس میری امت میں سے جس شخص نے جہاں بھی نماز کا وقت پایا وہ نماز پڑھے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا تھا۔''71

تعمیر مساجد عند القبور کے متعلق ایک حدیث ''سنن نسائی'' میں یوں مرقوم ہے:

''حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا: ان دونوں کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال اور تم جس جگہ بھی نماز کا وقت پاؤ تم وہیں نماز پڑھ لو، وہی جگہ تمہارے لیے مسجد ہے''72

تجزیہ

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے قبور صالحین پر تعمیر مسجد کو شرک قرار دیا ہے۔ موصوف کے نزدیک عیسائیت کی روایت کو قرآن کریم میں حکایت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مفسرین امت کی آراء کی روشنی میں تعمیر مساجد عند القبور شرعاً جائز ہے، لہٰذا قبر کے نزدیک تعمیر مسجد مستحب عمل ہے۔ مفسرین کے مطابق غار کہف پر جنہوں نے مسجد تعمیر کی وہ بادشاہ اور اس دور کے مؤمنین تھے۔ ابو الحیان اندلسی رحمہ اللہ کے مطابق اس دین کے کافروں کی رائے تھی کہ کفریہ کاموں کے لیے یہاں عمارت بنائی جائے تو مؤمنین اس بات پر متفق ہوئے کہ وہاں مسجد بنائی جائے، لہٰذا وہاں مسجد تعمیر کر دی گئی اور محدثین کی تحقیقی آراء سے واضح ہوا کہ قبروں پر گنبد بنانا، چادریں چڑھانا صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ کے مطابق قبر پر خیمہ لگایا جائے تاکہ تلاوت قرآن کی سہولت ہو۔ الطیبی رحمہ اللہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر اس لیے لعنت کی کہ انہوں نے قبروں پر بت پرستی شروع کر دی تھی وہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، مسلمانوں میں یہ عمل مفقود ہے لہٰذا تعمیر مساجد عند القبور احسن اقدام ہے، تاکہ نماز کے وقت قبر کی طرف منہ نہ ہو۔ مسجد حرم میں ستر کے قریب انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں۔ یوں ہی مسجد اقصیٰ کے ارد گرد بھی انبیاء کی قبریں ہیں اور مسجد نبوی سے متصل رسول اللہ ﷺ کا روضہ انور ہے اور ان ہی مساجد کا درجہ تمام مساجد سے زیادہ ہے اور سنن نسائی کی حدیث مبارکہ میں ہر جگہ نماز پڑھنے کا حکم دے کر ہر جگہ کو مسجد قرار دیا گیا، یوں ہر جگہ تعمیر مساجد جائز ہے۔

حوالہ جات

1۔ پرویز، غلام احمد، **تصوف کی حقیقت**،(لاہور: طلوعِ اسلام ٹرسٹ، سن اشاعت 2008ء)، ص110-
2۔ سورۃالطور52:21-
3۔ سورۃالحشر59:10-
4۔ سورۂابراہیم14:41-
5۔ سورۂنوح71:28-
6۔ سورۃالمؤمن40:7-
7۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، **معجم کبیر**،(بیروت: مکتبہ داراحیاءالتراث العربی، سن ندارد)، رقم الحدیث:13613-
8۔ حسام الدین، علی متقی، **کنزالعمال**،(بیروت: مکتبہ مؤسستہ الرسالۃ، سن ندارد)، رقم الحدیث:42971-
9۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،(کراچی: مکتبہ قدیمی کتب خانہ، سن اشاعت 1381ھ)، 1/186-
10۔ سیوطی، جلال الدین، **شرح الصدور**،(مصر: مکتبہ دارالاحیاء الکتب العربیہ، سن ندارد)، ص129-
11۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داؤد**،(ملتان: مکتبہ امدادیہ، سن ندارد)، 1/343-
12۔ قشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**،(بیروت: مکتبہ داراحیاءالتراث العربی، سن ندارد)، رقم الحدیث: 3،1630/1254-
13۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن ترمذی**،(بیروت: دارالغرب الاسلامی، سن اشاعت 1998ء)، کتاب الزکاۃ، 3/56، رقم الحدیث: 669-
14۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الادب المفرد**،(بیروت: دارالبشار الاسلامیہ، سن اشاعت 1989ء)، 1/28، رقم الحدیث:38-
15۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**،(بیروت: مطبوعہ دارالفکر، سن اشاعت 1415ھ)، رقم الحدیث:2903-
16۔ ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، **صحیح ابن خزیمہ**،(بیروت: مطبوعہ مکتب اسلامی، سن اشاعت 1395ء)، رقم الحدیث:3039-
17۔ قرطبی، محمد بن احمد، **التذکرۃ**،(المدینۃ المنورۃ: مطبوعہ دارالبخاری، سن اشاعت 1417ھ)، 1/141-
18۔ پرویز، غلام احمد، **تصوف کی حقیقت**،(لاہور: طلوعِ اسلام ٹرسٹ، سن اشاعت 2008ء)، ص222-
19۔ ایضاً
20۔ سورۂاحقاف46:06-
21۔ ایضاً،46:05-
22۔ سورۃالنمل27:80-
23۔ سورۂفاطر35:22-
24۔ سورۃاحقاف46:06-
25۔ ایضاً،46:05-
26۔ ابن عباس، عبداللہ، **تفسیر ابن عباس**،(لاہور: مکی دارالکتب، سن اشاعت 2005ء)، مترجم سعید احمد عاطف، 3/234-
27۔ ابن کثیر، عمادالدین، **تفسیر ابن کثیر**،(لاہور: حذیفہ اکیڈمی، سن اشاعت 1999ء)، مترجم مولانا محمد صاحب، 5/2-
28۔ سورۂفاطر35:14-
29۔ ابن عباس، عبداللہ، **تفسیر ابن عباس**،(لاہور: مکی دارالکتب، سن اشاعت 2005ء)، مترجم سعید احمد عاطف، 3/89-
30۔ ابن کثیر، عمادالدین، **تفسیر ابن کثیر**،(لاہور: حذیفہ اکیڈمی، سن اشاعت 1999ء)، مترجم مولانا محمد صاحب، 4/76-
31۔ سورۃالانفال08:23-
32۔ القرطبی المالکی، احمد بن عمر، **المفہم**،(بیروت: مطبعہ دار ابن کثیر، سن اشاعت 1417ھ)، 2/586-
33۔ سورۃالنمل27:80-
34۔ سورۂفاطر35:22-
35۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،(کراچی: مکتبہ قدیمی کتب خانہ، سن اشاعت 1381ھ)، رقم الحدیث:1338-
36۔ قرطبی، محمد بن احمد، **التذکرۃ**،(المدینۃ المنورۃ: مطبوعہ دارالبخاری، سن اشاعت 1417ھ)، 1/227-
37۔ سورۂفاطر35:22-

38۔ سہیلی، عبدالرحمن بن عبداللہ، **الروض الانف**، (ملتان: مکتبہ فاروقیہ، سن ندارد)، 74/2۔

39۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العربی)، رقم الحدیث: 1338۔

40۔ بیہقی، احمد بن حسین، **شعب الایمان**، (بیروت: مطبوعہ درالکتب العلمیہ، سن اشاعت 1401ھ)، 17/7، رقم الحدیث: 9296۔

41۔ قشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (مکہ مکرمہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز)، رقم الحدیث: 7090۔

42۔ مالکی قرطبی، محمد بن احمد، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت: مطبوعہ دارالفکر، سن اشاعت 1415ھ)، 338/7۔

43۔ القرطبی المالکی، احمد بن عمر، **المفہم**، (بیروت: مطبعہ دار ابن کثیر، سن اشاعت 1417ھ)، 151/7۔

44۔ السنوسی، محمد بن محمد، **اکمال اکمال المعلم**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1415ھ)، 332/7۔

45۔ نووی، یحییٰ بن شرف، **شرح النووی**، (مکہ مکرمہ: مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، سن اشاعت 1417ھ)، 7091/11۔

46۔ کشمیری، انور شاہ، **فیض الباری**، (ہند: مطبوعہ مجلس علمی، سن اشاعت 1357ھ)، 90/4۔

47۔ برھان پوری، علی متقی، **کنز العمال**، (بیروت: مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، سن ندارد)، رقم الحدیث: 4365۔

48۔ ابن عساکر، علی بن الحسن، **تاریخ دمشق الکبیر**، (بیروت: مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، سن اشاعت 1421ھ)، 30/28۔

49۔ بیہقی، احمد بن حسین، **شعب الایمان**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1401ھ)، 924/7۔

50۔ ابوالاعلیٰ، مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور: مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، سن اشاعت 1982ء)، 18/3۔

51۔ ایضاً، ص 19۔

52۔ سورۃ الکہف 21:18۔

53۔ زمخشری، محمود بن عمر، **الکشاف**، (بیروت: مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، 1418ھ)، 635/2۔

54۔ خفاجی، احمد بن محمد، **عنایۃ القاضی**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1417ھ)، 152/6۔

55۔ نسفی، عبداللہ بن محمود، **مدارک التنزیل علی ھاشی الخازن**، (پشاور: مطبوعہ دار الکتب العربیہ، سن ندارد)، 206/3۔

56۔ طبری، محمد بن جریر، **جامع البیان**، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر، سن اشاعت 1415ھ)، رقم الحدیث: 17317۔

57۔ ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی، **زاد المسیر**، (بیروت: مطبوعہ مکتب اسلامی، سن اشاعت 1417ھ)، 124/5۔

58۔ ابوالحیان، محمد بن یوسف، **البحر المحیط**، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر، سن اشاعت 1412ھ)، 7/158-159۔

59۔ آلوسی، محمود، **روح المعانی**، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر، سن اشاعت 1417ھ)، 346/15۔

60۔ القرطبی، یوسف بن عبداللہ، **التمہید**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1419ھ)، 137/1۔

61۔ قاضی، ثناء اللہ، **التفسیر المظہری**، (کوئٹہ: مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو، سن ندارد)، 23/6۔

62۔ شعرانی، عبدالوہاب، **لواقع الانوار القدسیۃ**، (بیروت: مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، سن اشاعت 1418ھ)، ص 426۔

63۔ القاری، علی بن سلطان، **المرقات**، (ملتان: مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، سن اشاعت 1392ھ)، 69/4۔

64۔ مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، (کراچی: مطبوعہ ادارۃ المعارف، سن اشاعت 1412ھ)، 577/5۔

65۔ ابوالاعلیٰ، مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور: مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، سن اشاعت 1982ء)، 1819/3۔

66۔ قاضی، عیاض بن موسیٰ، **اکمال المعلم بفوائد**، (بیروت: مطبوعہ دار الوفا، سن اشاعت 1419ھ)، 451/2۔

67۔ الطیبی، حسین بن محمد، **الکاشف عن حقائق السنن**، (کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن، سن اشاعت 1413ھ)، 235/2۔

68۔ ابی مالکی، وشتانی، **اکمال المعلم**، (بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1415ھ)، 427/2۔

69۔ الطیبی، حسین بن محمد، **الکاشف عن حقائق السنن**، (کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن، سن اشاعت 1413ھ)، 235/2۔

70۔ ملا قاری، **مرقات**، 202/2۔

71۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، (کراچی: مکتبہ قدیمی کتب خانہ، سن اشاعت 1381ھ)، رقم الحدیث: 335۔

72۔ نسائی، احمد بن شعیب، **سنن نسائی**، (بیروت: مطبوعہ دار المعرفۃ، سن اشاعت 1412ھ)، رقم الحدیث: 6906۔